بارہویں صدی ہجری میں لاہور کے چند علماء

ڈاکٹر عارف نوشاہی ☆

آئندہ سطور میں ہم بارہویں صدی ہجری میں پنجاب کے ایک عالم دین اور مصنف ابوالغیاث محمد یحییٰ المشہور بہ "نور محمد" بن مولانا عبدالرحیم المعروف بہ "خلیفہ" بن شیخ حاجی حنفی قادری کی تصنیف وسیلۃ الایمان (فارسی) کا ایک اقتباس پیش کر رہے ہیں جو بارہویں صدی ہجری میں لاہور اور لاہور کے مضافات کے علماء و مشائخ سے متعلق ہے۔ اس اقتباس سے مصنف کے بارے میں جو معلومات اخذ کی گئی ہیں وہ یہ ہیں:

☆ وہ بارہویں صدی ہجری کے علماء کے شاگرد رہے ہیں ،اس لئے ان کا زمانہ بھی وہی ہے۔

☆ ان کا وطن موضع راجیکی وڑائچ، ضلع گوجرانوالہ ہے۔

☆ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی جو خود عالم دین، مدرّس اور سلسلۂ قادریہ کے مرید تھے۔

☆ والد کی رحلت کے بعد مصنف لاہور جا کر علمائے وقت سے استفادہ کرتے رہے۔

☆ لاہور میں تحصیلِ علم کے لیے ان کا قیام کم از کم پندرہ سال تک رہا۔

☆ ان کی نسبت طریقۂ قادریہ سے تھی اور وہ حنفی المذہب تھے۔

اُن کی تصنیف وسیلۃ الایمان اُس فقہی فارسی رسالے کی شرح ہے جو اپنے مصنف قاضی قطب الدین کاشانی (یا قطب الدین محمد بن غیاث الدین علی) کی نسبت سے رسالۂ قاضی قطب کہلاتا ہے اور اس کا اپنا کوئی مخصوص نام نہیں ہے۔ اس رسالے میں سوال و جواب کے انداز میں حنفی فقہ اور کلام کے مسائل سہل انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ یہ رسالہ ماوراء النہر، افغانستان، خراسان اور برِعظیم پاکستان و ہند کے دینی مدارس کے نصاب میں بالخصوص پنج گنج میں شامل ہے۔ غالبًا اسی اہمیت کے پیش نظر ہمارے مصنف نے اس کی شرح لکھی ہے۔

وسیلۃ الایمان کے پاکستان میں دستیاب قلمی نسخوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

☆ ادارۂ معارف نوشاہیہ، ۶۹ ماڈل ٹاؤن، ہمک، اسلام آباد

۱۔ مکتوبۂ محمد ادریس بن عبداللہ، سنہ ۱۲۴۵ھ، مملوکہ نصیر احمد صاحب، سندھواں تارڑ، ضلع گوجرانوالہ۔
۲۔ مکتوبۂ رسول بخش تارڑ، سنہ ۱۲۷۹ھ، مخزونہ خلافت لائبریری، ربوہ (چناب نگر)۔
۳۔ مکتوبۂ طالب المولی حسینی، سنہ ۱۲۹۰ھ، مملوکہ ہاشمی صاحب، نوشہرہ، گوجرانوالہ روڈ، ضلع شیخوپورہ۔
۴۔ مکتوبۂ میاں حسن بن حسین بن احمد حلمی، سنہ ۱۲۹۸ھ، مخزونہ جامعۂ غوثیۂ مہریہ، مدرسہ العلوم الشرعیہ، بھل، ضلع بھکر۔(۱)

مجھے مذکورہ بالا مخطوطات دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن وسیلۃ الایمان کا پیش نظر اقتباس ایک قلمی فقہی بیاض ،ورق ۵۷ سے ملا ہے جس کے کچھ اوراق میاں نور محمد نقشبندی چشتی کے کسی مرید نے ۱۲۵۳ھ میں موضع کوٹ ہریا میں لکھے تھے۔ غالب گمان ہے کہ یہ وہی موضع ہے جو اب عوام الناس میں کوٹ ہرا کے نام سے معروف ہے اور علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ سے تقریباً دس کلومیٹر بطرف مغرب واقع ہے۔ علی پور چٹھہ اور کوٹ ہرا کے درمیان نقشبندی خانقاہ حضرت کیلیاں والا موجود ہے۔ ہمارے مصنف کا علاقہ بھی وہی ہے۔ مذکورہ بیاض ذخیرۂ مفتی فضل عظیم بھیروی، نیشنل آرکائیوز آف پاکستان، اسلام آباد، نمبر: اسلام ۵۲۹ کے تحت موجود ہے جو مجھے ۱۷اپریل ۲۰۰۳ء کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس بیاض میں اور اسی سوادخط میں ایک دوسری قلمی بیاض (مخزونہ ذخیرۂ مفتی، نمبر: اسلام ۵۰۵) میں ایسے کئی فتوے نقل ہوئے ہیں جن کے آخر میں مُفتیانِ لاہور کی مُہریں نقل ہوئی ہیں۔ ان مُہروں کے ذریعے بھی بارہویں صدی ہجری میں لاہور کے کئی گمنام مفتیوں اور عالموں کے نام سامنے آتے ہیں۔ مثلاً بیاض،اسلام۵۲۹ میں مفتی عنایت اللہ، مفتی شاہ محمد، مفتی رزق اللہ، مفتی محمد محسن اور مفتی عبدالسلام کے اسماء ملتے ہیں۔ بیاض،اسلام۵۰۵ میں شرف الدین مفتی لاہور، محمد یوسف مفتی لاہور، عتیق اللہ بن کمال الدین مفتی لاہور، عنایت اللہ بن عبدالصمد مفتی لاہور، محمد محسن بن عبدالسلام مفتی لاہور، محمد مراد بن عبدالسلام مفتی لاہور، عبدالصمد کمال الدین مفتی لاہور اور عبدالکریم بن کمال الدین مفتی لاہور کے اسمائے گرامی درج ہوئے ہیں۔ یہ دونوں بیاضیں کسی زمانے میں محمد اشرف نامی کتاب دوست شخص کی ملکیت میں رہی ہیں جس کی شہادت ان کی مُہر سے ملتی ہے۔اس مہر کا سجع ''محمد اشرف از بنی آدم است ۱۱۲۴'' یا ''ازبنی آدم محمد اشرف است ۱۱۲۴'' ہے جو جا بجا ثبت ہے۔ مُہر کے سنہ (۱۱۲۴ھ) اور بیاض کے سنہ (۱۲۵۳ھ) میں طویل المدّت فاصلہ ہے۔ میں اس کی توجیہ اس طرح کرتا ہوں کہ یہ بیاض مختلف الخط اوراق کا مجموعہ ہیں اور ممکن ہے وہ اوراق جن پر یہ مُہر ثبت ہے قدیم الخط ہوں۔

اسی ذخیرے کے ایک اور قلمی مجموعے (نمبر: اسلام ۱۴۰۰،مکتوبہ ۱۲۵۴ھ و ۱۲۵۷ھ، بمقام بھیرہ)

میں نماز احتیاط ظہر کے مسئلے پر ایک فصل نقل ہوئی ہے، جس کے ساتھ یہ یادداشت ہے:

''بہ مُہر مفتیانِ لاہور مزّین شدند این مسایل تصنیف و معمولِ حضرت میاں تیمور و معمولِ حضرت میاں جان محمد ساکنانِ پرویزآباد و حضرت میاں محمد ہاشم و حضرت میاں حامد قاری و حضرت میاں جان محمد ساکنِ قصاب پور و اخوند فتح محمد و میاں دوست محمد و میاں اخوند عمر و اخوند عثمان و میاں امانت خان کہ ساکن قصور بودند''۔

بیاض،اسلام۵۲۹ ،ورق ۵۷ الف پر کاتب نے "ذکر اسماء العلماء الصلحاء من اللاھور" کا عنوان قائم کر کے وسیلۃ الایمان کا ایک طویل اقتباس دیا ہے۔ اس اقتباس کا ابتدائی حصہ جو ورق ۵۷ ب کی پہلی سطر پر جا کر ختم ہوتا ہے، اس مضمون کا حامل ہے کہ ہمیں علماے اہلسنت و جماعت کی صحبت اختیار کرنی چاہیے اور اگر بوجوہ ظاہری صحبت میسّر نہ آسکے تو ان علماء کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے اور بدعقیدہ/معتزلہ کی کتب کے مطالعہ سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس تمہید اور نصیحت کے فوراً بعد ورق ۵۷ ب، سطر۲پر مصنّف نے اپنے اساتذہ کا ذکرِخیر بے حد احترام، محبت اور ممنونیت سے سرشار ہو کر کیا ہے ۔مضمون کا یہی حصہ ہماری دل چسپی کا مرکز ہے جس میں لاہور اور مضافاتِ لاہور کے دس علماے صلحاء کا بے حد مختصر ذکرغالباً مصنف کی طرف سے تحدیثِ نعمت کے طور پرہوا ہے۔ ہم اس کی اہمیت کے پیشِ نظر یہ اصل اقتباس (فارسی میں)، اس کے اُردو ترجمہ (جو خود راقم السطور نے کیا ہے) اور چند مختصر توضیحی حواشی کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ اُمید ہے ان سطور کے حوالے سے رجالِ پنجاب پر کام کرنے والے محققین کو کچھ تازہ مواد فراہم ہوگا۔ اقتباس کے پہلے حصے کا اردو ترجمہ شامل نہیں کیا گیا، چوں کہ وہ فواید الفواد سے لیا گیا ہے، جو اس کے مطبوعہ اُردو تراجم میں دیکھا جا سکتا ہے۔

ذکر اسماء العلماء الصلحاء من اللاھور

ای عزیز- وَفَّقَ اللّٰہ سبحانہ لنا ولکم العمل بالعلم- اگر صحبت کُنی با علماء سُنّیان و پرہیز گارانِ اہلسنّت و جماعت کن تا بہ سببِ صحبتِ ایشان اعتقاد ترا قوّتِ صحیح حاصل گردد و راہ دین کشادہ شود و قلب منوّر گردد و اگر احیاناً جایی باشد کہ صحبت علماء کرام میسّر نشود، صحبت کتاب عالمِ سُنّی اختیار [کُن] کہ مثل این رفیقِ شفیق دیگری نیست۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفین زبدۃ السالکین قدوۃ الواصلین حضرت سلطان بایزید بسطامی قدس سرہ گفتہ است کہ مسلمانی در کتاب است و مسلمانان نقاب خاک، بہ ہرکتابی کہ مصنّفِ وی بہ اعتقاد اھلسنت و جماعت نباشد۔ چنانچہ درخلاصۃ العارفین دیدم(۲) کہ مولانا شیخ نظام الدینؒ(۳) فرمودہ کہ از مولانا صدر الدین صوفیؒ شنیدہ ام کہ او گفتہ: من وقتی بر

مولانا نجم الدین سنامی" بودم، از من پرسید که به چه چیز مشغول باشی؟ گفتم: در مطالعه تفسیر. گفت: کدام تفسیر؟ گفتم: کشاف و ایجاز و عمده. گفت: کشاف و ایجاز را بسوز و عمده عمده است، عمده را بخوان. گفتم: چراچنین می گویی؟ نجم الدین موصوف گفت: من نمی گویم، شیخ الاسلام حضرت بهاء الدین ذکریا غوثِ زمان وحید دوران می فرماید. حضرت مولانا صدر الدین فرمود که این سخن مرا گران آمد. چون شب درآمد، هر سه کتابِ تفسیر پیشِ چراغ مطالعه می کردم، ناگاه غنودم. چون بیدار شدم چه می بینم که کشاف و ایجاز هر دو سوخته شدند و عمده بسلامت ماند و حالان که کشاف و ایجاز هر دو فرود بودند و عمده بالا بود. گفتم: لفظِ مبارکِ شیخ الاسلام حضرت بهاء الدین قدس سره راست بود و درست که این هر دو کتاب باوجود زیر عمده بودند، سوخته شدند و او سلامت ماند.

ونیز حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سره فرموده(۴) که شیخ صدر الدین صوفی قتّال معز الیه فرموده که وقتی می خواستم که کتابِ نحو مفصّل علامه زمخشری -که صاحبِ کشّاف است- بخوانم، پیشِ پدر-که شیخ الاسلام بهاء الدین قدس سره است- عرض نمودم، فرمودکه امشب تحمّل و صبر کن تا شب بگذرد. چون شب درآمد، شیخ صدر الدین در خواب دید که یکی را با زنجیر کشیده می برند به دوزخ. پرسیدم که این کیست؟ گفتند که زمخشری است صاحبِ مفصّل، در دوزخ می بریم. از هیبت آن خواب بیدار شدم. به خدمت پدر خود شیخ الاسلام حضرت بهاء الدین آمدم. فرمودند: دیدی دیشب حالِ علامه زمخشری وکسی که به گفتۂ بزرگان عمل نکند سزای او این باشد.

و در نصاب الاحتساب آورده(۵) که هرگاه مطلع شدم برین روایت که نگاهداشتنِ کتبِ معتزل جائز نیست و بود نزدِ من تفسیر کشّافِ زمخشری - که مذهب معتزله است در هر صفحه و ورقِ او- پس خارج کردم او را از خانۂ خود و نفروختم او را به بها از جهت خوفِ آن که حرام باشد یا مکروه بهای او، چنانچه حرام است بهای شراب یا خوک ، یا مُردار.

وصد حسرت و افسوس از انتقالِ علمای سلفِ بلدۂ لاهور که از دار فنا به دارِ بقا نمودند.

از آن جمله:

[۱- شیخ عبدالرحیم "خلیفہ"]

ولی نعمی پدرم مولوی میان شیخ عبدالرحیم که مشهور در علماء به اسم "خلیفہ" شده بود که روز را به تدریسِ علوم دینی منوّر ساخته و شب را به توفیق نزد پروردگار خود عزّ وجلّ، وطاعتِ وی جلوه داده که اکثر طلّابِ علم از وی به کمالیّت رسیده اند و اغلب سالکانِ رقم به مطالب وصل یافته اند. وسلوک در طریقۂ

قادریۂ غوثیہ غوثِ صمدانی محبوبِ یزدانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ داشتہ بودند و بسیار مرتبہ بہ مجلسِ شریف سیّد الکونین وختم المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مشرف شدہ بودند و از خُلق محمدی اثری یافتہ بودند و از زبانِ مبارک خطابی تازہ شنیدہ۔

[۲۔ میاں عنایت اللہ ''میر شریف ثانی'']

و بعد رحلتِ ایشان اشتغال داشتم بہ خدمتِ مولانا و مخدومنا و مشفقنا مولوی میان عنایت اللہ کہ اوشان را ''میر شریف ثانی'' می گنتند و از اوشان غایۃ الحواشی (۶) حاشیہ بر شرح وقایہ و ایضاح الاصلاح بر شرح وقایہ فارسی و شرح مجموعۂ سلطانی کہ مسمی بہ عرفانی (۷) است و غیر ذلک۔

[۳۔ میاں ولی محمد]

ونیز اشتغال داشتم بہ خدمت مولانا مشفقِ مہربان، تکیۂ بیسان و فیض رسانِ تلمیذان میان ولی محمد کہ در یافتنِ نکاتِ معقول و سخنانِ منقول فریدِ یگانہ و وحیدِ زمانہ بود و حلیم الطبع و سلیم بود۔ رح۔

[۴۔ مولوی عبدالہادی اطری]

و عادت این فقیر آن بود کہ در ایام تعطیل بہ خدمت مولوی الزمان و قاری القرآن، جامع علوم معقول و منقول، حاوی مسائل فروع و اصول و شارح شمائل نبوی رسول علیہ الصلوہ والسلام مولوی عبدالہادی اطری(۸) می رفتم و بہ زیارت وی استفادۂ مسائل و عباراتِ مشکلات می کردم۔ رح۔

[۵۔ مولوی محمد مراد]

وگاہ بیگاہ بہ خدمت مولانا کریم الوضع، عظیم الطبع، فصیح اللسان، بلیغ البیان مولوی محمد مراد(۹) می رفتم و بہ زیارت وی نفع کثیر حاصل می کردم۔ بالجملہ کمالاتِ ظاہری و باطنی این دو بزرگان والاشان مثل شمس در نصفِ نہار مشہور و معروف بود۔

[۶۔ مولانا جان محمد پرویز آبادی]

ونیز گاہ بیگاہ درصحبت مولانا مشتہر المشارق والمغارب، المستغرق فی بحار التفاسیر والاحادیث مولانا جان محمد پرویز آبادی(۱۰) می رفتم واستفادۂ کمال یافتم۔ رح۔

[۷۔ مولانا جان محمد قصاب پوری]

و نیز بہ صحبت و زیارت مولانا عالمِ عامل و فاضلِ کامل مولانا جان محمد قصاب پوری(۱۱) -- کہ

قصاب پورہ محلہ ایست از محلاتِ لاہور- انتفاع یافتم۔

[۸۔ میاں نور محمد "مدقق"]

و بعدِ انتقالِ مولانا عنایت اللہ و مولانا ولی محمدؒ اشتغالِ علوم داشتم بہ خدمتِ مولانا فرید الدہر و وحید العصر، صاحب التصنیف الوثیق، مظہر فیض البحر العمیق مولوی میان نور محمد- کہ مشہور در فضلاء و معروف در علماء ملقب بہ اسمِ "مدقق" بودند-(۱۲) و تقوی چنان بود کہ گاہی بہ بابِ اہل دنیا نرفتہ و عمر در تدریس و تصنیف و طاعت صرف نمودہ و سلوک در طریقۂ قادریۂ غوثیہ داشتہ اند و قریب مُدت نہ سال بہ خدمت اوشان بودم۔

[۹۔ مولوی حاجی یار بیگ]

و قریب مدت پانزدہ سال در خدمت مولانا مشتہر العرب والعجم، صاحب الفضل فی الدّین الاقوم مولوی حاجی یار بیگ(۱۳) جویندۂ فیض بودم۔ کمال اوشان چنان بود کہ روزی قدم مبارک را مالش کردم، حضوری قلب یافتم کہ بیان ندارد۔

[۱۰۔ شیخ مسکین قادری چنابی]

و در ایامِ تحصیل چون از لاہور بہ وطن قدیم آمدم بہ خدمت شیخ بزرگوار، صاحب الولایۃ والکرامۃ شیخ مسکین قادری چنابی- کہ متصل بہ بلدۂ بُچہ چٹھہ(۱۴) سکونت دارند- ملازم شدم و طریقۂ ذکر خفی حاصل نمودم و عُجب و تکبّر از صحبت او شان برفت۔

[خاتمہ]

وسیلۃ الایمان شرح مسئلہ بدان، من عینہ، از تصنیفِ میاں نور محمد بن خلیفہ عبدالرحیم بن شیخ حاجی حنفی قادری، متوطن موضع راجیکی وڑائچ۔

اُردو ترجمہ

صد حسرت اور افسوس کہ لاہور شہر کے علماے سلف دارِفنا سے دارِبقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

[شیخ عبدالرحیم "خلیفہ"]

میرے ولی نعمت والد مولوی میاں شیخ عبدالرحیم جو علماء میں "خلیفہ" کے نام سے مشہور تھے۔ وہ

دن کو دینی علوم کی تدریس کرتے اور رات کو اپنے پروردگار عزوجل کے حضور اس کی بندگی کرتے۔ اکثر طلبہ اُن سے [پڑھ کر] درجۂ کمال پر پہنچے ہیں اور کئی سالکان رقم نے اُن سے اپنا مطلب حاصل کیا ہے۔ وہ غوث صمدانی، محبوب یزدانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے طریقۂ قادریہ غوثیہ سے وابستہ تھے اور کئی مرتبہ سیدالکونین ختم المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس شریف [میں روحانی طور پر حاضری] کا شرف حاصل کر چکے تھے۔ انہوں نے اخلاقِ محمدیؐ کی تاثیر پائی تھی اور آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے تازہ خطاب سنا تھا۔

[میاں عنایت اللہ ''میر شریف ثانی'']

والد کی رحلت کے بعد میں اپنے مولا، مخدوم اور مہربان مولوی میاں عنایت اللہ، جنہیں ''میر شریف ثانی'' کہا جاتا تھا، کی خدمت میں شرح وقایہ کا حاشیہ غایۃ الحواشی اور شرح وقایہ فارسی کا حاشیہ ایضاح الاصلاح اور مجموعہ سلطانی کی شرح عرفانی وغیرہ پڑھتا رہا۔

[مولانا میاں ولی محمد]

میں مہربان مشفق، بے کسوں کے سہارا اور شاگردوں کو فیض پہنچانے والے مولانا میاں ولی محمد کی خدمت میں بھی رہا۔ وہ معقولات و منقولات کی نکتہ یابی میں منفرد اور بے نظیر تھے۔ اُن کی طبیعت نرم اور سلیم تھی۔

[مولوی عبدالہادی اطری]

اس عاجز کی عادت یہ تھی کہ چھٹی کے دنوں میں مولوی الزمان، قاری القرآن، جامع علوم معقول و منقول، حاوی مسائل فروع و اصول، شمائل نبوی رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے شارح مولوی عبدالہادی اطری کی خدمت میں جاتا اور اُن کی زیارت سے مشکل عبارتیں اور مسائل حل کرتا تھا۔

[مولوی محمد مراد]

وقتاً فوقتاً کریم الوضع، عظیم الطبع، فصیح اللسان، بلیغ البیان مولانا مولوی محمد مراد کی خدمت میں بھی جاتا اور ان کی زیارت سے کثیر فائدہ حاصل کرتا۔

مختصر یہ کہ ان دونوں بلند مرتبہ بزرگوں کے ظاہری اور باطنی کمالات اظہر من الشمس تھے۔

[مولانا جان محمد پرویز آبادی]

وقتاً فوقتاً میں مشرق و مغرب میں شہرت رکھنے والے، تفاسیر و احادیث کے سمندروں میں ڈوبے ہوئے مولانا جان محمد پرویز آبادی کی مجلس میں بھی جاتا رہا اور اُن سے بے حد استفادہ کیا۔

[مولانا جان محمد قصاب پوری]

میں عالمِ باعمل، فاضلِ کامل مولانا جان محمد قصاب پوری کی صحبت اور زیارت سے بھی مستفید ہوا۔ قصاب پورہ لاہور کے محلوں میں سے ایک محلّہ ہے۔

[مولانا میاں نور محمد ''مدقق'']

مولانا عنایت اللہ اور مولانا ولی محمد کے انتقال کے بعد میں مولانا فرید الدہر، وحید العصر، صاحب التصنیف الوثیق، مظہر فیض البحرالعمیق، مولوی میاں نور محمد– جو علماء اور فضلاء میں ''مدقق'' کے لقب سے معروف تھے –کی خدمت میں پڑھتا رہا۔ اُن کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ کبھی دنیا داروں کے دروازے پر نہیں گئے اور اپنی ساری عمر تدریس، تصنیف و تالیف اور عبادت میں گزار دی۔ اُن کی نسبتِ طریقت قادریۂ غوثیہ سے تھی۔ میں تقریباً نو سال تک ان کے خدمت میں رہا۔

[مولوی حاجی یار بیگ]

میں تقریباً پندرہ سال تک عرب و عجم میں مشہور، سچے دین میں صاحبِ فضل مولوی حاجی یار بیگ کی خدمت میں فیض یاب ہوتا رہا۔ وہ ایسے باکمال تھے کہ ایک دن میں اُن کے پاؤں دبا رہا تھا تو میں نے ایسی حضوری قلب پائی جو بیان سے باہر ہے۔

[شیخ مسکین قادری چنابی]

تحصیل علم کے دنوں میں جب میں لاہور سے اپنے وطن مالوف آیا تو شیخ بزرگوار، صاحبِ ولایت و کرامت شیخ مسکین قادری چنابی –جو گاؤں بچہ چٹھہ کے قریب ہی سکونت رکھتے ہیں– کی خدمت میں پہنچا اور اُن سے ذکرِ خفی کا طریقہ حاصل کیا۔ ان کی صحبت سے میرا غرور اور تکبر جاتا رہا۔

حواشی اور توضیحات

۱۔ احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ھای خطی فارسی پاکستان، اضافات، تجدید نظر و اہتمام عارف نوشاہی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۹۷ء، جلد۱۴، صفحہ ۵۴۰، ۵۴۸

۲۔ بہاء الدین زکریا ملتانی، خلاصۃ العارفین، مشمولہ احوال و آثار شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی و خلاصۃ العارفین، بہ تصحیح وتحشیہ و کوشش ڈاکٹر شمیم محمود زیدی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، راولپنڈی [اب اسلام آباد]، ۱۹۷۴ء، صفحہ ۱۶۴-۱۶۵

۳۔ دیکھیے: حسن علاء سجزی دہلوی، فوائد الفواد (ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی)، بہ تصحیح محمد لطیف ملک، بہ کوشش دکتر محسن کیانی میرا، انتشارات روزنہ، تہران، ۱۳۷۷ شمسی [۱۹۹۸ء]، صفحہ ۱۳۳؛نیز طبع لاہور، ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء، ص ۱۸۷

۴۔ ایضاً، طبع لاہور، ص ۱۸۸؛ طبع تہران، صفحہ ۱۳۳، نیز: بہاء الدین زکریا ملتانی، حوالۂ مذکور، صفحہ ۱۶۵۔

۵۔ نصاب الاحتساب نام سے دو کتابیں لکھی گئی ہیں، ایک امام عمر بن محمد بن عوض شامی حنفی اور دوسری شیخ ضیاء الدین سنامی کی تصنیف ہے۔

۶۔ غایۃ الحواشی ابو المعارف شاہ محمد عنایت اللہ قصوری لاہوری کی تصنیف ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے خزینۃ الاصفیاء جلد۱، صفحہ ۱۹۸ میں ان کا سال وفات ۱۱۴۱ھ/۲۹-۱۷۲۸ء لکھا ہے لیکن محمد اقبال مجدّدی صاحب کی تحقیق کے مطابق وہ ۱۱۵۰ھ/۳۸-۱۷۳۷ء تک بقید حیات تھے۔ دیکھیے: حواشی برحدیقۃ الاولیاء، غلام سرور لاہوری،اسلامک بک فاونڈیشن، لاہور، ۱۹۷۶ء، صفحہ ۶۳۔ غایۃ الحواشی کا ایک قلمی نسخہ ذخیرۂ مفتی فضل عظیم بھیروی،نیشنل آرکائیوزآف پاکستان،اسلام آباد(نمبر: اسلام۱۹۲)میں بھی موجود ہے۔

۷۔ عرفانی بھی شاہ عنایت اللہ مذکور کی تصنیف ہے۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ شاہ عنایت ہمارے مصنف کے معاصر ہیں اورممکن ہے مصنف نے ان ہی سے تعلیم حاصل کی ہو کیوں کہ شاہ عنایت قصور سے لاہور چلے گئے تھے اور ان کا وہاں حلقۂ درس قائم تھا۔ شاہ عنایت اللہ نے ضخیم فقہی کتابوں کے علاوہ، روزمرہ کے مسائل پر چھوٹے چھوٹے دل چسپ عربی اور فارسی رسائل بھی لکھے۔ ان کے عربی اور فارسی رسائل کا ایک مجموعہ مفتی فضل عظیم بھیروی کے اسی ذخیرے میں نمبر: اسلام ۲۱۷ کے تحت موجود ہے۔ عرفانی شرح مجموعۂ سلطانی کے لیے دیکھیے: احمد منزوی، جلد۱۴، صفحہ ۲۷، ظہور الدین احمد، پاکستان میں فارسی ادب، ادارۂ تحقیقات پاکستان،دانشگاہ پنجاب،لاہور، ۱۹۷۷ء، جلد۳، صفحہ ۳۶۳-۳۶۵

۸۔ ہمارے مصنف نے مولانا عبدالہادی کے القاب میں ''شارح شمائل نبوی'' کی ترکیب استعمال کی ہے،گویایہ مولانا عبدالہادی بن محمد معصوم ہیں جنہوں نے امام ترمذیؒ کی شمائل النبی کی فارسی شرح لکھ کراورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۹-۱۱۱۸ھ/۱۶۵۹-۱۷۰۷ء) کو پیش کی۔ اس شرح کا جو قلمی نسخہ میں نے قومی عجائب گھر پاکستان، کراچی (N.M.1962-58) میں دیکھا ہے اس کی تاریخ کتابت ۱۱۰۸ھ/۹۷-۱۶۹۶ء ہے۔ دیگر نسخوں کے لیے دیکھیے: احمد منزوی، حوالۂ مذکور، اسلام آباد،ج ۱۰، ص ۱۹۹

۹۔ اس زمانے میں لاہور میں محمد مراد نام کے جو معروف عالمِ دین ملتے ہیں وہ مفتی عبدالسلام لاہوری کے فرزند تھے۔ شاہ عالم بہادر شاہ اول(۱۱۱۹-۱۱۲۴ھ/۱۷۰۷-۱۲-۱۷اء) کے ایک فرمان کی ان کی مخالفت کا واقعہ خافی خان نے منتخب اللباب (ج۲، ص ۶۸۱) میں درج کیا ہے جو ۱۱۲۱ھ/۱۷۰۹ء میں پیش آیا۔ نیز دیکھیے: عبدالحی حسنی، نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع والنواظر، مطبعہ مجلس دائرۃالمعارف العثمانیہ ،حیدرآباد دکن ،جلد۶، صفحہ ۳۴۸

مولانا محمد ابوبکر الفایض لاہوری نقشبندی کے ایک راست شاگرد شیخ محمد نے خود کو ''زبدۃ الفضلاء المتاخرین و قدوۃ العلماء الراسخین حضرت حافظ محمد مراد مفتی دارالسلطنہ لاہور ساکن محلہ تلہ'' کا فرزند بتایا ہے۔ (دیکھیے: خاتمۂ رسالۂ فایضیہ ،مصنفہ محمد ابوبکر فایض لاہوری، تحریر کردہ شیخ محمد مذکور، مکتوبہ حبیب اللہ ولد شیخ عبدالہادی ۱۵ شعبان ۱۱۰۱ھ، ورق ۴۸ ب-۴۹ الف، مخزونہ ذخیرۂ مفتی، اسلام آباد، نمبر: اسلام ۵۰۱) اس خاتمہ میں شیخ محمد نے اپنے والد بزرگوار کے اسم گرامی کے ساتھ ایسے دعائیہ جملے نہیں لکھے جس سے ان کے [۱۱۰۱ھ/۱۶۹۰ء تک] حیات ہونے یا وفات پا چکنے کی طرف اشارہ ملے۔ قیاس ہے کہ یہ وہی فرزندِ مفتی عبدالسلام ہیں جو کم از کم ۱۱۲۱ھ/۱۷۰۹ء تک بقید حیات تھے۔

۱۰۔ پرویز آباد لاہور کا ایک مضافاتی محلہ تھا جہاں بعد میں کوٹ خواجہ سعید آباد ہوا۔ مولوی نور احمد چشتی نے لکھا ہے کہ بعہد شاہجہان(۱۰۳۷-۱۰۶۸ھ/۱۶۲۸-۱۶۵۸ء) یہاں اس نے ایک منڈوی بھی بنوائی تھی۔ اس وقت اس منڈوی کا نام پرویز آباد تھا۔ اب اگرچہ ان عمارات کا نام و نشان باقی نہیں رہا لیکن اس علاقے کے ثقہ لوگ اب بھی پرویز آباد ہی کہتے ہیں۔ شاہجہان کے بیٹے شہزادہ محمد پرویز کا مقبرہ وہاں ہے۔ دیکھیے: تحقیقات چشتی، باہتمام سید احسان علی، پنجابی ادبی اکادمی، لاہور، ۱۹۶۴ء، ص ۱۳۱۰؛ شیخ جان محمد اسی محلّے کے رہنے والے تھے۔ شیخ محمد اسماعیل المعروف میاں کلاں/ میاں وڈا (۹۹۵-۱۰۸۵ھ/۱۵۸۷-۱۶۷۴ء) کے شاگرد تھے اور ان کے ساتھ مذاکرۂ حدیث کرتے تھے۔ جان محمد نے ۱۱۲۰ھ/۱۷۰۸ء میں وفات پائی۔ شاہ محمد غوث قادری بھی ان کی خدمت میں آئے تھے۔ دیکھیے: فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیہ، طبع عکسی بہ اہتمام خورشید احمد خان، لاہور، صدی ایڈیشن، صفحہ ۴۳۳؛ رحمان علی، تذکرۂ علمائے ہند، مطبع منشی نول کشور،لکھنو،۱۹۱۴ء،ص۳۹؛ غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیاء،ص ۷۸۳؛ عبدالحی حسنی، ج۶، ص ۵۵؛ شاہ محمد غوث قادری، رسالۂ کسب سلوک، قلمی،کتاب خانۂ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان،اسلام آباد، نمبر۵۴۲۳، مکتوبہ ۱۱۸۶ھ، ص ۱۰۱

۱۱۔ مولوی نور احمد چشتی نے لاہور کے ایک محلہ قصاب خانہ کی مسجد کے امام اور عالم دین مولانا جان محمد (وفات۹صفر ۱۰۸۲ھ/۱۶۷۱ء) کا ذکر کیا ہے جو شیخ اسماعیل میاں وڈا کے شاگرد تھے اور ان کی قبر مولوی نور احمد کے زمانے تک لاہور میں موجود تھی(دیکھیے: تحقیقات چشتی، ص ۴۵۰-۴۵۴)۔ اگر یہ وہی مولانا جان محمد ہیں کہ جن کی خدمت میں ہمارے مصنف جاتے رہے ہیں تو کہنا پڑے گا کہ ہمارے مصنف کا زمانۂ طالب علمی گیارہویں

صدی ہجری کے آخری دو عشروں سے شروع ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ مولانا نور محمد مدقق لاہور کے معروف عالمِ دین اور مصنف تھے۔ ان کی متعدد تصانیف میں سے کشف الاسرار، حاشیۂ عبدالغفور اور شرح صرف میر کا نام لیا جا سکتا ہے۔ شاہ محمد غوث لاہوری بھی ان سے ملے تھے۔ دیکھیے: عبدالحی حسنی، ج۶، ص ۳۹۶؛ شاہ محمد غوث قادری، ص ۱۰۲

۱۳۔ خافی خان، منتخب اللباب، جلد۲، ص ۸۶۲

۱۴۔ بچّہ چٹھہ مُغلیہ دورِحکومت میں پرگنہ اور تپّہ تھا۔ اب ضلع گوجرانوالہ میں داخل ہے۔ منشی گنیش داس بڈہرہ قانونگوے گجراتی نے چار باغ پنجاب میں لکھا ہے: بوچاچٹھہ نام پرگنہ است و قصبۂ بوچا ویران است۔ عوضِ آن چودھری غلام محمد قصبۂ رسول نگر- کہ درین ولا شہر رام نگر نام دارد -برلبِ آبِ چیناب آباد کردہ بود'۔ یعنی بچّہ چٹھہ پر گنے کا نام ہے۔ خود قصبہ بچّہ ویران ہے۔ اس کے بدلے چودھری غلام محمد [چٹھہ] نے قصبۂ رسول نگر دریاے چناب کے کنارے آباد کیا جو آج کل شہر رام نگر کہلاتا ہے۔ انتہی۔ پنجابی کے معروف شاعر حافظ برخوردار (بعہد عالمگیر) کا آبائی وطن بچّہ چٹھہ ہی تھا۔ دیکھیے: شریف احمد شرافت نوشاہی، شریف التواریخ، ادارۂ معارف نوشاہیہ، ساہن پال شریف، ضلع گجرات، ۱۹۸۳ء، جلد۳، حصہ ۱، ص ۸۹

قلمی بیاض، ذخیرۂ مفتی، اسلام آباد، نمبر: اسلام ۵۲۹ کے متعلقہ صفحہ کا عکس